

قسموں اور (ظاہری) ایمان کی فریب کاریوں سے دھوکا دیا جائے گا۔ تم فتنوں کی طرف راہ دکھانے والے نشان اور بدعتوں کے سربراہ نہ بنو۔ تم (ایمان والی) جماعت کے اصولوں اور ان کی عبادت و اطاعت کے طور طریقوں پر مجھے رہو۔ اللہ کے پاس مظلوم بن کرجا و ظالم بن کر نہ جاؤ۔ شیطان کی راہوں اور تمرد و سرکشی کے مقاموں سے بچو۔ اپنے پیٹ میں حرام کے لئے نہ ڈالو۔ اس لئے کہ تم اس کی نظرؤں کے سامنے ہوجس نے معصیت و خطا کو تمہارے لئے حرام کیا ہے اور اطاعت کی راہیں آسان کر دی ہیں۔

--☆☆--

### خطبہ (۱۵۰)

تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے کہ جو خلق (کائنات سے) اپنے وجود کا اور پیدا شدہ مخلوقات سے اپنے قدیم و ازلی ہونے کا اور ان کی باہمی شبہت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دینے والا ہے۔ نہ حواس اسے چھو سکتے ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں۔ چونکہ بنانے والے اور بننے والے، لگیرنے والے اور گھرنے والے، پالنے والے اور پروش پانے والے میں فرق ہوتا ہے۔

وہ ایک ہے لیکن نہ ویسا کہ جو شمار میں آئے، وہ پیدا کرنے والا ہے لیکن نہ اس معنی سے کہ اسے حرکت کرنا اور تعجب اٹھانا پڑے، وہ سننے والا ہے لیکن نہ کسی عضو کے ذریعہ سے اور دیکھنے والا ہے، لیکن نہ اس طرح کہ چھوا جاسکے، وہ جدا ہے نہ اس طرح کہ بقیٰ میں فاصلہ کی دوری ہو۔ وہ ظاہر بظاہر ہے مگر آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ذاتا پوشیدہ ہے نہ لاطافت جسمانی کی بنابر۔

فَلَا تَكُونُوا أَنْصَابَ الْفِتَنِ، وَأَعْلَامَ الْبَدْعِ،  
وَالرُّمُؤَا مَا عَقِدَ عَلَيْهِ حَبْلُ الْجَمَائِعِ، وَ  
بُنِيَّتُ عَلَيْهِ أَرْكَانُ الطَّاعَةِ، وَ اقْدَمُوا عَلَى  
اللَّهِ مَظْلُومِينَ، وَ لَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ طَالِبِيْنَ،  
وَ اتَّقُوا مَدَارِجَ الشَّيْطَنِ وَ مَهَابِطَ  
الْعُدُوانِ، وَ لَا تُدْخِلُوا بُطُونَكُمْ لُعْنَتَ  
الْحَرَامِ، فَإِنَّكُمْ بِعِيْنِ مَنْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ  
الْبَعِيْبَةَ، وَ سَهَّلَ لَكُمْ سُبْلَ الطَّاعَةِ.

-----☆☆-----

### (۱۵۰) وَمِنْ خُلْكَلِهِ لَهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الدَّالِّ عَلَى وُجُودِهِ بِخَلْقِهِ  
وَبِمُحْدَثِ خَلْقِهِ عَلَى أَرْزِيْتِهِ، وَبِاَشْتِبَاهِهِمْ  
عَلَى أَنْ لَا شَبَهَ لَهُ۔ لَا تَسْتَلِمُهُ الْمَشَاعِرُ،  
وَ لَا تَحْجُبُهُ السَّوَاتِرُ، لِاْفْتِرَاقِ  
الصَّانِعِ وَ الْمَصْنُوعِ، وَ الْحَادِ وَ الْمَحْدُودُ، وَ  
الرَّبِّ وَ الْمَرْبُوبِ۔

الْأَحَدِ لَا بِتَأْوِيلٍ عَدِّ، وَ الْخَالِقِ  
لَا بِمَعْنَى حَرَكَةٍ وَ نَصَبٍ،  
وَ السَّمِيعِ لَا بِأَدَاءٍ، وَ الْبَصِيرِ  
لَا بِتَفْرِيقِ أَلَّةٍ، وَ الشَّاهِدِ  
لَا بِمِمَائِسَةٍ، وَ الْبَائِنِ لَا بِتَرَاجِنِ  
مَسَافَةٍ، وَ الظَّاهِرِ لَا بِرُؤْيَةٍ،  
وَ الْبَاطِنِ لَا بِلَكَافَةٍ۔

وہ سب چیزوں سے اس لئے علیحدہ ہے کہ وہ ان پر چھایا ہوا ہے اور ان پر اقتدار کرتا ہے اور تمام چیزیں اس لئے اُس سے جدا ہیں کہ وہ اس کے سامنے جھکی ہوئی اور اس کی طرف پلٹنے والی ہیں۔

جس نے (ذات کے علاوہ) اس کیلئے صفات تجویز کئے اس نے اس کی حد بندی کر دی اور جس نے اسے محدود خیال کیا وہ اسے شمار میں آنے والی چیزوں کی قطار میں لے آیا اور جس نے اسے شمار کے قابل سمجھ لیا اس نے اس کی قدامت ہی سے انکار کر دیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ ”کیسا“ ہے وہ اس کیلئے (الگ سے) صفتیں ڈھونڈھنے لگا اور جس نے یہ کہا کہ وہ ”کہاں“ ہے اس نے اسے کسی جگہ میں محدود سمجھ لیا۔

وہ اس وقت بھی عالم تھا جب کہ معلوم کا وجود نہ تھا اور اس وقت بھی رب تھا جب کہ پروردش پانے والے نہ تھے اور اس وقت بھی قادر تھا جب کہ یہ زیر قدرت آنے والی مخلوق نہ تھی۔

[ای خطبہ کا ایک جز یہ ہے]

ابھرنے والا بھرا آیا، چینکے والا چک اٹھا، ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا اور ٹیڑھے معاں ملے سیدھے ہو گئے۔ اللہ نے جماعت کو جماعت سے اور زمانہ کو زمانہ سے بدل دیا ہے۔ ہم اس انقلاب کے اس طرح منتظر تھے جس طرح قحط زدہ بارش کا۔

بلاشبہ آسمہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں اور اسکو بندوں سے پہنچنوانے والے ہیں۔ جنت میں وہی جائے گا جسے انکی معرفت ہو اور وہ بھی اسے پہچانیں اور دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو نہ انہیں پہچانے اور نہ وہ اسے پہچانیں۔

اللہ نے تمہیں اسلام کیلئے مخصوص کر لیا ہے اور اس کیلئے تمہیں چھانٹ لیا ہے اور یہ اس طرح کہ اسلام سلامتی کا نام اور عزت انسانی کا

بَأَنَّ مِنَ الْأَشْيَاءِ بِالْقُهْرِ لَهَا،  
وَ الْقُدْرَةُ عَلَيْهَا، وَ بَأَنَّ الْأَشْيَاءَ مِنْهُ  
بِالْخُضُوعِ لَهُ، وَ الرُّجُوعُ إِلَيْهِ.

مَنْ وَصَفَهُ فَقَدْ حَدَّهُ،  
وَ مَنْ حَدَّهُ فَقَدْ عَدَهُ،  
وَ مَنْ عَدَهُ فَقَدْ أَبْطَلَ أَرْكَهُ،  
وَ مَنْ قَالَ: «كَيْفَ» فَقَدْ  
اسْتَوْصَفَهُ، وَ مَنْ قَالَ: «أَيْنَ» فَقَدْ  
حَيَّزَهُ.

عَالَمٌ إِذَا لَا مَعْلُومٌ، وَ رَبُّ  
إِذَا لَا مَرْبُوبٌ، وَ قَادِرٌ  
إِذَا لَا مَقْدُورٌ.

[مِنْهَا]

قَدْ طَلَعَ طَالِعٌ، وَ لَمَعَ لَامِعٌ، وَ لَاحَ لَائِعٌ،  
وَ اعْتَدَلَ مَأْئِلٌ، وَ اسْتَبَدَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ  
قَوْمًا، وَ بِيَوْمٍ يَوْمًا، وَ انْتَظَرْنَا الْغَيْرَ  
اُنْتِظَارَ الْمُجْدِبِ الْمَطَرَ.

وَإِنَّا إِلَيْهِ قَوَامُ اللَّهُ عَلَى خَلْقِهِ،  
وَعَرَفَ أَنَّهُ عَلَى عِبَادَةِ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ  
عَرَفَهُمْ وَ عَرَفُوهُ، وَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا مَنْ  
أَنْكَرَهُمْ وَ أَنْكَرُوهُ.

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى حَصَمُ بِالْإِسْلَامِ،  
وَ اسْتَخْلَصَمُ لَهُ، وَ ذَلِكَ لِأَنَّهُ اسْمُ

سرمایہ ہے۔ اس کی راہ کو اللہ نے تمہارے لئے چن لیا ہے اور اس کے کھلے ہوئے احکام اور چھپی ہوئی حکمتوں سے اس کے دلائل واضح کر دیئے ہیں۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے ہیں اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں، اسی میں نعمتوں کی بارشیں اور تاریکیوں کے چراغ ہیں، اسی کی کنجیوں سے نیکیوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اسی کے چراغوں سے تیرگیوں کا دامن چاک کیا جاتا ہے۔ خدا نے اس کے منوع مقامات سے روکا ہے اور اس کی چراغاں ہوں میں چرنے کی اجازت دی ہے۔ شفاقاً ہنے والے کیلئے اس میں شفا اور بے نیازی چاہنے والے کیلئے اس میں بے نیازی ہے۔

--☆☆--

سَلَامَةٌ، وَ جِمَاعٌ كَرَامَةٌ، اصْطَفَى اللَّهُ تَعَالَى مَنْهَاجَهُ، وَ بَيْنَ حُجَّةَ، مِنْ ظَاهِرٍ عِلْمٍ، وَ بَاطِنٍ حِكْمٍ، لَا تَفْنِي غَرَائِبَهُ، وَ لَا تَنْقَضِي عَجَابَهُ، فِيهِ مَرَأِيَّ النِّعَمِ، وَ مَصَابِيَّ الظُّلْمِ. لَا ثُفْتَحُ الْخَيْرَاتِ إِلَّا بِسَفَاتِيْهِ، وَ لَا ثُكْشَفُ الظُّلْمِ إِلَّا بِسَاصَابِيَّهِ، قَدْ أَحْمَى حِمَاءُ، وَ آزَعَى مَرْعَاهُ، فِيهِ شِفَاءُ الْمُسْتَشْفَى، وَ كِفَايَةُ الْمُكْتَنَفِ.

-----☆☆-----

۴۔ اس خطبہ کا پہلا جو علم الہیات کے اہم مطالب پر مشتمل ہے جس میں خلق کائنات سے خالق کائنات کے وجود پر استدلال فرماتے ہوئے اس کی ازلیت و عینیت صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ جب ہم کائنات پر نظر کرتے ہیں تو ہر حرکت کے پیچھے کسی محکم کا ہاتھ کارفرمان نظر آتا ہے جس سے ایک سطحی ذہن والا انسان بھی یہ تجہیز اخذ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کوئی اثر موثر کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ چند نوں کا ایک بچہ بھی اپنے جسم کے چھوٹے جانے سے اپنے شعور کے دھنڈکوں میں یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی چھوٹے والے ہے جس کا اظہار وہ آنکھوں کو کھولنے یا امر کر دیکھنے سے کرتا ہے تو پھر کس طرح دنیا سے کائنات کی تخلیق اور عالم کوں و مکاں کا ظلم و نعم کسی خالق و قدر کے بغیر مانا جاسکتا ہے؟۔

جب ایک خالق کا اعتراف ضروری ہوا تو اسے موجود بالذات ہونا چاہیے، کیونکہ ہر وہ چیز جس کی ابتداء ہے اس کیلئے ایک مرکز وجود کا ہونا ضروری ہے کہ جس تک وہ ملتی ہو۔ تو اگر وہ بھی کسی موجود کا محتاج ہوگا تو پھر اس موجود کیلئے سوال ہو گا کہ وہ از خود ہے یا کسی کا بنا یا ہوا اور جب تک ایک موجود بالذات ہستی کا اقرار نہ کیا جائے کہ جو تمام ممکنات کیلئے عالم اعلیٰ ہو، عقل علت و معلول کے نامتناہی سلسلوں میں بھٹک کر سلسلہ موجودات کی آخری کڑی کا تصور بھی نہ کر سکے گی اور تسلسل کے چکر میں پڑ کر اسے کہیں ٹھہر اور نصیب نہ ہو گا اور اگر خود اسی کو اپنی ذات کا خالق فرض کیا جائے تو دو صورتوں سے خالی نہیں ہو گا یا تو وہ معدوم ہو گا یا موجود، اگر معدوم ہو گا تو معدوم کسی کو موجود نہیں بن سکتا اور اگر موجود ہو گا تو اسے دوبارہ موجود کرنے کے کوئی معنی نہیں ہوتے، لہذا اسے ایسا موجود مانا پڑے گا جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو اور اس کے مساواہ بہر چیز اس کی محتاج ہو اور یہی انتیخاب کائنات اس سرچشمہ وجود کے ازالی اور تمیش سے برقرار ہونے کی شاہد ہے۔

اور اس کے علاوہ چونکہ ہر چیز تغیر پذیر ہے، محل و مکان کی محتاج ہے اور عوارض و صفات میں ایک دوسرے کے مشابہ ہے اور مشاہدہ کثرت کی آئینہ دار ہوتی ہے اور وحدت اپنی آپ ہی نظیر ہے، اس لئے کوئی چیز اس کی مثل و نظیر نہیں ہو سکتی اور ایک کبی جانے والی چیزوں کو

بھی اس کی یکتاںی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ ہر اعتبار سے واحد و یگانہ ہے۔ وہ ان تمام چیزوں سے منزہ و مبراء ہے جو جسم و جماعتیات میں پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ ندوہ جسم ہے، نہ رنگ ہے، نہ شکل ہے، نہ کسی بہت میں واقع ہے اور نہ کسی محل و مکان میں محدود ہے۔ اس لئے انسان اپنے حواس و مشاعر کے ذریعہ اس کا دراک و مشاہدہ نہیں کر سکتا، کیونکہ حواس انہی چیزوں کا ادراک کر سکتے ہیں جو زمان و مکان اور مادہ کے حدود کی پابند ہوں۔ لہذا یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دیکھا جاسکتا ہے اس کیلئے جسم مان لینا ہے اور جب وہ جسم ہی نہیں ہے اور نہ جسم کے ساتھ قائم ہے اور نہ کسی جہت و مکان میں واقع ہے تو اس کے دیکھنے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کی یہ پوشیدگی ان طفیل اجسام کی طرح نہیں ہے کہ جن سے ان کی اطاعت کی وجہ سے نکا میں آر پار ہو جاتی ہیں اور آنکھیں انہیں دیکھنے سے قادر رہتی ہیں۔ جیسے فضا کی پہنچیوں میں ہوا، بلکہ وہ ذاتی طور پر پوشیدہ ہے۔ البتہ اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔

وہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے، لیکن آلات سماعت و بصارت کا محتاج نہیں، کیونکہ اگر وہ دیکھنے سننے کیلئے اعضاء کا محتاج ہوگا تو اس کی ذات اپنے کمالات میں خارجی چیزوں کی دست بیگڑ ہو گی اور بحیثیت ذات کامل نہ رہے گی، حالانکہ وہ ہر لحاظ سے کامل ہے اور اس کا کوئی کمال اس کی ذات سے الگ نہیں، کیونکہ ذات کے علاوہ الگ سے صفات مانندے کا تیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذات ہو گی اور کچھ صفتیں اور اس ذات و صفات کے مجموعہ کا نام ہوگا ”خدا“ اور جو چیز اجزا سے مرکب ہو وہ اپنے وجود میں اجرائی کی محتاج ہوتی ہے اور ان اجزاء کو مرکب کے ترکیب پانے سے پہلے موجود ہونا چاہیے۔ تجب اجزاء اس پر مقدم ہوں گے تو وہ ہمیشہ سے موجود اور ازالی کیونکر ہو سکتا ہے، جبکہ اس کا وجود اجزاء سے متاخر ہے۔ حالانکہ وہ اس وقت بھی علم و قدرت و ربویت لئے ہوئے تھا جبکہ کوئی چیز موجود نہ تھی، کیونکہ اسکی کوئی صفت غارج سے اس میں پیدا نہیں ہوئی، بلکہ جو صفت ہے وہی ذات ہے اور جو ذات ہے وہی صفت ہے۔ اس لئے اس کا علم اس پر منحصر نہیں ہے کہ معلوم کا وجود ہو لے تو پھر وہ جانے، کیونکہ اس کی ذات حادث ہونے والے معلومات سے مقدم ہے اور نہ اس کی قدرت کیلئے ضروری ہے کہ مقدر کا وجود ہو تو وہ قادر بھا جائے، کیونکہ قادر اسے کہتے ہیں جو تک فعل پر یکساں اختیار رکھتا ہو اور اس کیلئے مقدر کا ہونا ضروری نہیں اور یونہی رب کے معنی مالک کے ہیں اور وہ جس طرح معدوم کا اس کے موجود ہونے کے بعد مالک ہے اسی طرح موجود کے پرده عدم میں ہونے کی صورت میں اسے موجود کرنے پر اختیار رکھتا ہے کہ چاہے اسے معدوم رہنے دے اور چاہے اسے وجود بخش دے۔

